شذرات

ہم نے پچھلے شماروں کے شذرات میں امریکی سامراج اور اس کے پروردہ اسرائیل کی جس سازش کا اندیشہ ظاہر کیا تھا کہ اصل میں وہ عرب اتحاد کو توڑ کر عربوں سے اپنی من مانی باتیں منوانا چاہتے ہیں۔ یہ اندیشہ حقیقت کی صورت میں نمودار ہوگیا کہ مصر پر دباؤ ڈال کر اس کو عرب اتحاد سے الگ کردیا گیا اور حال ہی میں جنیوا کے اندر مصری حکومت کی طرف سے طٰہٰ المجوب نے اور خونخوار اسرائیل کی طرف سے ورڈیشیائی گازٹ نے دونوں ملکوں کی طرف سے عبوری سمجھوتے پر دستخط کردیئے۔ اس سمجھوتے کی رُو سے اسرائیل صحرائے سینا میں فوجی اہمیت کے دو درے اور ابو درلیش کے تیل کے چشمے خالی کردے گا، جس کے عوض اسرائیل کے لیے سامان لے جانے والے جہاز نہر سویز سے گزر سکیں گے۔ دونوں ملک اپنے مسائل صلح وصفائی اور مذاکرات کے ذریعہ حل کریں گے اور ان میں سے کوئی بھی حکومت طاقت کا استعمال نہیں کرے گی۔ اور یہ بھی طے ہوا کہ مصر بحیرۂ قلزم کی ناکہ بندی نہیں کرے گا۔ اس سمجھوتے کی رو سے اسرائیل کو صحرائے سینا کی کچھ حدود سے پیچھے ہٹنا ہوگا لیکن اس کو اس محاذ سے سلامتی اور بچاؤ کی یہ ضمانت بھی مل گئی کہ دونوں ملکوں کے درمیان جو الیکٹرانک وارننگ سسٹم تھا، اس کا انتظام امریکہ کے سپرد ہوگا جہاں امریکی سپاہی کام کریں گے۔ اس کا تو یہ مطلب ہوا کہ اس سے پہلے صحرائے سینا میں بظاہر صرف ایک طاقت اسرائیل کی تھی اور اب اس معاہدے کی رُو سے امریکی سپاہی بھی وہاں پہنچ جائیں گے یہ تو یک نہ شُد دو شد والا معاملہ ہے۔ امریکہ نے اس حکمت عملی سے گویا مصر والوں پر

یہ ثابت کردیا کہ اس کی مرضی اور معاونت کے بغیر عرب اسرائیل کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتے اور یہ کہ وہ اپنی پرانی سرحدی حدود کی باتیں چھوڑ دیں اور اب وہ ایسے بےبس ہیں کہ ان کو جو کچھ مل جائے اس پر اکتفا کریں۔

اصل میں جنوب مشرقی ایشیا کے ملکوں ویٹ نام اور کمبوڈیا میں جو امریکی سامراج کو وہاں کے وطن دوست انقلابی عوام اور گوریلوں سے شکست فاش نصیب ہوئی تھی اس سے اسرائیل کی حکومت لرز گئی تھی اور فلسطینی انقلابیوں نے بھی یہ عزم کرلیا تھا کہ ویٹ نامی اور کمبوڈیائی عوام کی طرح مشرق وسطیٰ میں بھی سامراج کو شکست دے کر دم لیں گے۔ اس لیے ڈاکٹر کسنجر نے جو خود بھی یہودی نژاد ہیں مذاکرت کے لیے دوڑ دھوپ تیز کردی اور ساتھ ہی ان مذاکرات کو طول دیا تاکہ اس اثنا میں اسرائیل کو اسلحہ کی رو سے اور طاقتور بنایا جائے اور اس طرح مصر کو مرعوب کرکے دوسرے عرب ممالک سے کاٹ کر اسرائیل سے سمجھوتہ کرایا جائے۔

ہم یہ ماننے کے لیے بھی تیار ہیں کہ جناب انور سادات صاحب روس کی سرد مہری کی وجہ سے مجبور ہوئے ہوں گے لیکن انقلابی جدوجہد میں وقتی دشواریوں کا مردانہ وار مقابلہ کیا جاتا ہے۔ اگر عرب دنیا کے عظیم قائد اور انقلابی جمال عبدالناصر مرحوم زندہ ہوتے تو کبھی یہ صورت پیش نہ آتی۔

مصیبت تو یہ ہے کہ اس عبوری سمجھوتے کے نتیجے میں امریکہ اسرائیل کو جدید ترین ہتھیار فراہم کرے گا اور بھاری مالی امداد بھی دے گا اور یہ بھی کہ اس وقت تک وہ تنظیم آزادیٔ فلسطین کو تسلیم نہیں کرے گا جب تک یہ تنظیم بھی اسرائیل کو مان لے جس طرح مصر نے کیا ہے۔ یہ بھی سنا ہے کہ طے ہوا ہے کہ مصر نے اسرائیل کے ساتھ کاروبار کرنے اور امریکی فرموں کا بائیکاٹ ختم کرنے کا وعدہ بھی کیا ہے۔ شام نے اس معاہدے کی کھلے لفظوں میں مخالفت کی ہے۔ مصر سے باہر عرب شہروں میں اس معاہدے کے خلاف زبردست مظاہرے ہوئے ہیں۔ لیبیا کے صدر قذافی اور تنظیم آزادیٔ فلسطین کے سربراہ یاسر عرفات نے اس معاہدے کو عرب اتحاد سے انحراف کے مترادف قرار دیا ہے۔ بہرحال